OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:5, Issue: 1, Jan – June 2020
DOI: 10.36476/JIRS.5:1.06.2020.10, PP: 69-83

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی علمی، سیاسی، معاشرتی اور سماجی خدمات

Academic, Political and Social Services of Mawlānā Sami'-ul-Ḥaq (Shahīd)

Muḥammad Kamran
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan

Dr. Junaid Akbar
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan

Dr. Muḥammad Ikramullah
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KP, Pakistan

Version of Record Online/Print: 29-06-2020
Accepted: 25-05-2020
Received: 31-01-2020

Abstract

Mawlānā Sami'-ul-Ḥaq (Shahīd) was a renowned Islamic Scholar, journalist, writer, politician, mujahid, and at the same time he was a wonderful leader and thinker on world affairs. In addition to teaching at the Dārul 'Ulūm Ḥaqqāniyah Akora Khattak for almost sixty (60) years, he remained in active politics for forty-eight (48) years. He remained so close to the Afghans Jihād that in the Western world he was known as the "Father of the Taliban" and his madrassa as the "University of Jihad." Because of this fame, his academic, social, political, and community services were hidden from view. Due to his commitment to Afghan jihad and being the head of various religious and political movements, he has been the subject of debate in many circles. Questions have been raised about his academic credentials, commitment to the Afghan jihad, success rate in various religious and political movements, and the actual narrative of those movements. In addition to interviewing teachers at Dārul 'Ulūm Ḥaqqāniyah and the people close to him, his personal writings, books, and articles about him have been used to find answers to all these questions. The study concludes that he was a reformer who played his role very well in different aspects of life.

***Keywords**: Mawlānā Sami'-ul-Ḥaq, jamia ḥaqqāniyah, afghan jihād*

CC BY

تمہید:

مولانا سمیع الحقؒ ایک ہمہ گیر شخصیت تھے۔ آپؒ بیک وقت مدرس، صحافی، مصنف، سیاستدان، مجاہد، لیڈر اور عالمی حالات کے بارے میں رائے رکھنے والے مفکر تھے۔ آپؒ تقریباً ساٹھ سال تک دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تدریس سے وابستہ رہے، چھتیس سال اس دار العلوم کے مہتمم رہے، اڑتالیس سال تک عملی سیاست میں رہے، ملکی اور بین الاقوامی اخبارات میں آپؒ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ کئی اہم کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ افغان جہاد سے اتنے قریب رہے کہ مغربی دنیا میں آپؒ "بابائے طالبان" اور دار العلوم حقانیہ "یونیورسٹی آف جہاد" کے نام سے مشہور تھی۔

مذکورہ بالا اوصاف کی وجہ سے بالعموم اور دار العلوم حقانیہ کے مہتمم، افغان جہاد سے وابستگی اور مختلف دینی اور سیاسی تحریکوں کے سربراہ ہونے کی وجہ بالخصوص آپؒ کی ذات اکثر حلقوں میں موضوعِ بحث رہی۔ آپؒ کی ذات کے بارے میں مختلف سوالات اٹھتے رہے، کہ آپؒ کی علمی قابلیت کس قدر تھی؟ اتنی مصروف زندگی کے باوجود آپؒ دار العلوم حقانیہ کا اہتمام کیسے کر رہے تھے؟ افغان جہاد سے آپؒ کی وابستگی کس قدر تھی؟ اور اس کے بارے میں آپؒ کا موقف کیا تھا؟ مختلف دینی اور سیاسی تحریکوں میں آپؒ کو کس حد تک کامیابی ملی؟ ان تحریکوں کا اصل بیانیہ کیا تھا؟ ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لیے یہ مقالہ لکھا گیا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کے بعد پاکستان کے مختلف مجلات میں آپؒ کے بارے میں مضامین لکھے گئے، لیکن وہ اکثر تعزیتی مضامین ہیں۔ مولانا عبد القیوم حقانی نے آپؒ کے بارے میں "مولانا سمیع الحق، حیات وخدمات" کے نام سے دو جلدوں میں کتاب لکھی ہے۔ آپؒ کے بارے میں ایک کتاب مولانا عرفان الحق حقانی نے "حیات جاودانی کے حامل" کے نام سے لکھی ہے۔ ان دونوں کتابوں سے اس مضمون میں استفادہ کیا گیا ہے۔ لیکن مولانا سمیع الحقؒ کی زندگی کے بعض جوانب ابھی تک تشنہ تھے، اگرچہ ان کتابوں میں دوسری ابحاث کے ضمن میں بعض کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ادارہ "ماہنامہ الحق" بھی آپؒ کے بارے میں ایک خصوصی نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن وہ تاحال شائع نہیں ہوا۔

بنیادی سوالاتِ تحقیق:

اس مضمون کو مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لیے لکھا گیا ہے:

1. مولانا سمیع الحقؒ کی اڑتالیس سالہ سیاسی زندگی کے بنیادی خدوخال کیا تھے؟
2. آپؒ نے کون کون سی دینی اور سیاسی تحریکوں کی بنیاد رکھی، اور ان تحریکوں کا کیا کردار رہا؟
3. جہادِ افغانستان کے بارے میں آپؒ کا موقف کیا رہا، اور مجاہدین پر آپؒ کا اثر ورسوخ کس قدر تھا؟
4. آپؒ نے کون کون سی اہم موضوعات پر قلم اٹھایا؟

منہج تحقیق:

اس مضمون کو لکھنے کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ کار اختیار کیا گیا:

1. مولانا سمیع الحقؒ کے بارے میں جاننے کے لیے ان کے متعلقین اور دار العلوم حقانیہ کے اساتذہ سے انٹرویو لیا گیا۔
2. آپؒ کے بارے میں لکھی گئی کتب اور مضامین سے بھی استفادہ کیا گیا۔

3. خود آپؒ کی لکھی گئی کتابوں اور مضامین سے بھی آپؒ کی آراء کے بارے میں جاننے کی کوشش کی گئی۔

(۱) نام ونسب:

مولانا سمیع الحقؒ ۱۹۳۷ء کو "اکوڑہ خٹک" ضلع نوشہرہ میں مولانا عبدالحقؒ بن الحاج مولانا معروف گلؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا تعلق دراصل افغانستان کے صوبہ "غزنی"[1] سے تھا۔ جب سلطان محمود غزنویؒ ہندوستان پر حملہ کرنے جارہے تھے، تو آپؒ کے آباء واجداد اُن کے ساتھ ہندوستان منتقل ہوگئے، اور پھر اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ میں مستقل رہائش پذیر ہوگئے۔[2]

آپؒ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم، جمیعت علماء اسلام (سمیع الحقؒ گروپ) کے امیر، "دفاع پاکستان کونسل" کے مرکزی چیئرمین اور تین مرتبہ سینٹ آف پاکستان کے ممبر رہے۔ آپؒ بیک وقت مدرس، مصنف، مصلح، سیاسی قائد، مجاہد، فقیہ، مفسر اور محدث تھے۔ مغربی دنیا میں آپؒ کو "بابائے طالبان" اور آپؒ کے مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کو "یونیورسٹی آف جہاد" کہا جاتا تھا۔[3]

۲ نومبر ۲۰۱۸ء کو راولپنڈی میں آپؒ ایک قاتلانہ حملہ میں شہید کردیئے گئے۔ ۳ نومبر ۲۰۱۸ء کو اکوڑہ خٹک میں آپؒ کی نمازِ جنازہ پڑھائی گئی، جس میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی، اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مدفون ہیں۔

(۲) تعلیم وتربیت:

آپؒ نے پرائمری تک تعلیم اپنے والد صاحب کے قائم کردہ سکول "انجمن تعلیم القرآن اسلامیہ" اکوڑہ خٹک سے حاصل کی۔ پرائمری کے بعد اپنے مدرسہ دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا، اور ابتداء سے دورہ حدیث تک کتابیں یہاں سے پڑھیں اور ۱۹۵۷ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ سے تفسیر القرآن پڑھی۔ مستقل پڑھنے کے علاوہ آپؒ نے کئی اہم علمی شخصیات سے اجازتِ حدیث بھی حاصل کی، جن میں مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ، مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحبؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا فخر الدین احمد صاحبؒ قابلِ ذکر ہیں۔

مندرجہ بالا اساتذہ کے علاوہ آپؒ نے جن شخصیات سے مستقل طور پر پڑھا، اُن میں آپؒ کے والد مولانا عبدالحق صاحبؒ، مولانا عبدالحلیم زرویؒ، مفتی شفیع اللہ بام خیلیؒ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ زیادہ مشہور ہیں۔[4]

(۳) تدریسی خدمات:

رسمی تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے مدرسہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ کے شعبۂ تدریس سے منسلک ہوگئے۔ ابتدائی کتابوں سے لے کر دورۂ حدیث کی کتابوں تک اہم اہم کتابوں کی تدریس آپؒ کے ذمہ ہوتی تھی۔ ۱۹۵۸ء سے لے کر آخر تک دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کرتے رہے۔ زندگی کے آخری سالوں میں صحیح البخاری اور سنن الترمذی کی تدریس کیا کرتے تھے۔

آپؒ کا اندازِ تدریس بڑا دلچسپ ہوتا تھا۔ صوبہ خیبر پختون خوا کے مدارس میں درسِ نظامی پڑھانے کا عمومی انداز یہ ہوتا ہے کہ سال کی ابتداء میں کتاب پڑھاتے وقت طویل تقریریں کی جاتی ہیں، جن میں اصل مسئلہ کی وضاحت کے علاوہ خارجی مباحث بھی ہوتے ہیں، مثلاً: فقہ کی کتاب پڑھاتے وقت، کتاب کی عبارت کو حل کرنے کے لیے نحوی اور صرفی نکات اتنے

اہتمام سے بیان کیے جاتے ہیں کہ اصل مسئلہ کہیں دور رہ جاتا ہے۔ اس دوران درسگاہ میں نووارد شخص کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہوتا ہے کہ یہاں فقہ کی تدریس ہورہی ہے یا نحو وصرف کی! جبکہ سال کے آخر میں صرف سماع اور مرور ہوتا ہے۔ یُوں تعلیمی سال کے تین چوتھائی حصہ میں کتاب کا صرف دسواں حصہ اور ایک چوتھائی میں کتاب کے بقیہ نو حصہ پڑھائے جاتے ہیں۔

لیکن آپؒ کا اندازِ تدریس بالکل الگ اور ممتاز ہوتا تھا۔ سارا سال کمیت اور کیفیت کی برابری آپؒ کی تدریس کا طرۂ امتیاز ہوتی تھی۔

آپؒ کے مشہور شاگرد یہ ہیں: مولانا انوار الحق حقانی مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مفتی غلام الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور، مولانا نصیب علی شاہ صاحبؒ مہتمم المرکز الاسلامی بنوں، مولانا گوہر شاہ صاحب مہتمم دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ، مولانا نور محمد ثاقب صاحب سابق چیف جسٹس عدالتِ عظمیٰ افغانستان، مولانا صدر اعظم نائب گورنر جلال آباد افغانستان، مولانا سیف اللہ حقانی رئیس دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ، مولانا عصمت اللہ صاحب سابق وزیر خزانہ بلوچستان، مولانا سید عبدالباری آغا سابق صوبائی وزیر مذہبی امور بلوچستان اور مولانا عبید اللہ چترالی مہتمم دارالعلوم تعلیم اسلام باڑہ گیٹ پشاور وغیرھم۔[5]

(۴) سیاسی خدمات:

آپؒ ۱۹۷۰ء سے ملک خداداد پاکستان کی سیاست میں عملی طور پر مصروف تھے۔ ۱۹۷۰ء میں آپؒ کے والد مولانا عبدالحقؒ نے قومی اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لیا، تو اُن کی ساری انتخابی مہم خود آپؒ نے چلائی، جس کے نتیجہ میں مولانا عبدالحقؒ قومی اسمبلی کے ممبر بن گئے۔ یُوں اس وقت سے آپؒ عملاً سیاست میں حصہ لینے لگے۔[6]

اس کے بعد مولانا عبدالحقؒ ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۵ء میں بھی قومی اسمبلی کے ممبر بن گئے۔ تینوں مرتبہ پوری انتخابی مہم کی کامیابی کے پیچھے مولانا سمیع الحقؒ کی کوششیں کارفرما تھیں۔[7]

والد صاحبؒ کے ساتھ عملی سیاست میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ آپؒ خود تین مرتبہ ایوانِ بالا کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۸۵ء میں، دوسری مرتبہ ۱۹۹۱ء میں اور تیسری مرتبہ ۲۰۰۳ء میں آپؒ سینٹ آف پاکستان کے ممبر رہ چکے ہیں۔

اسلامی جمہوری اتحاد:

۱۹۸۸ء کے انتخابات کے دوران پاکستان پیپلز پارٹی کے مقابلہ کے لیے نو جماعتوں پر مشتمل ایک اتحاد عمل میں لایا گیا تھا، جس کو اسلامی جمہوری اتحاد (IJI) کہا جاتا ہے۔ غلام مصطفیٰ جتوئی اس اتحاد کے صدر اور مولانا سمیع الحقؒ اس کے نائب صدر تھے۔[8] ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۰ء کے عام انتخابات میں اس اتحاد نے حصہ لیا تھا، جس کے نتیجہ میں اس اتحاد نے ۱۹۸۸ء میں ۵۳ نشستیں اور ۱۹۹۰ء میں ۱۰۵ نشستیں حاصل کی تھیں۔ یہ اتحاد ۱۹۹۳ء تک قائم تھا، جس میں سیکولرازم کے خلاف دائیں بازو کی جماعتیں شامل تھیں۔

متحدہ مجلسِ عمل:

۲۰۰۲ء میں پانچ دینی جماعتوں پر مشتمل ایک اتحاد بن گیا تھا، جس کو متحدہ مجلس عمل (MMA) کہا جاتا ہے۔ اس اتحاد میں انتہائی دائیں بازو کی جماعتوں نے شمولیت اختیار کی تھی، جنھوں نے ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد صوبہ خیبر پختونخوا میں حکومت بنائی تھی جبکہ قومی اسمبلی میں ۶۳ نشستیں حاصل کی تھی۔ مولانا سمیع الحقؒ کی پارٹی جمعیت علماء

اسلام (س) اس اتحاد میں شامل تھی، جس کی وجہ سے آپؒ اس اتحاد کے نائب صدر تھے۔

(۵) سینٹ اور قومی اسمبلی میں پیش کردہ تجاویز:

۱۹۷۳ء میں جس وقت آپؒ کے والد مولانا عبد الحقؒ، مفتی محمودؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ قومی اسمبلی کے ممبر تھے، تو اس زمانے میں ۱۹۷۳ء کا آئین بن رہا تھا۔ اس آئین کی تدوین میں آپؒ نے ان حضرات کا بھرپور ساتھ دیا، بلکہ اس آئین کے بارے میں آپؒ کے والد صاحب نے قومی اسمبلی میں جتنی تجاویز اور ترامیم پیش کی تھیں، وہ دراصل آپؒ کی تیار کردہ تجاویز اور ترامیم تھیں جس کی تمام روداد "قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" نامی کتاب میں موجود ہے۔[9]

۱۹۷۴ء میں جب قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چل رہی تھی، تو آپؒ کے والد اور مفتی محمودؒ اس تحریک کے روحِ رواں تھے۔ حکومت کی طرف سے حزبِ اختلاف کو کہا گیا، کہ قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف اپنا مؤقف تحریری طور پر پیش کیا جائے، تاکہ اس مسئلہ کے متعلق ارکانِ اسمبلی کی رہنمائی کی جاسکے۔ چنانچہ اس مفصل تحریری بیان کی تیاری کے لیے مولانا سمیع الحقؒ اور مفتی تقی عثمانی کو منتخب کیا گیا۔ چنانچہ قومی اسمبلی میں مفتی محمودؒ کا پڑھا ہوا "قادیانیت کے بارے میں ملت اسلامیہ کا مؤقف" کا زیادہ تر حصہ آپؒ ہی کا لکھا ہوا تھا۔[10]

جس وقت جنرل ضیاء الحق صاحب صدرِ پاکستان تھے، تو انہوں نے ایک وفاقی مجلسِ شوریٰ بنائی ہوئی تھی۔ صدر صاحب نے آپؒ کو ۱۹۸۰ء میں اس شوریٰ کا ممبر مقرر کیا تھا۔ اس زمانے میں آپؒ نے شوریٰ کے ممبر کی حیثیت سے زکوۃ، عشر، حدود، قصاص اور آئین میں کئی اہم اسلامی دفعات شامل کرنے کے لیے حکومتِ وقت کو کافی اہم تجاویز دیں، جن کی بدولت بعض اسلامی دفعات آٹھویں ترمیم کے ذریعہ آئین کا حصہ بن گئیں۔ چنانچہ قراردادِ مقاصد آئین کا لازمی حصہ بن گیا، جو پہلے آئین میں بطورِ تمہید کے درج تھا۔ اراکینِ اسمبلی کے لیے صادق اور امین کی شرط، وفاقی شرعی عدالت کا قیام، توہینِ رسالت کا قانون، حدود آرڈیننس اور شریعت اپیلیٹ بنچ کا قیام ان تجاویز ہی کی بدولت ممکن ہو سکا۔[11]

۱۹۸۵ء میں جب آپؒ سینٹ آف پاکستان کے رکن تھے، تو فقہ اسلامی کی روشنی میں شریعت بل تیار کر کے سینٹ سے اس کو منظور کروایا۔ اس بل کی روداد آپؒ کی کتاب "اقتدار کے ایوانوں میں شریعت بل کا معرکہ" میں موجود ہے۔[12]

(۶) مختلف تحریکوں میں حصہ:

صدر ایوب خان کے زمانہ میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے لبرل ازم کی ترویج اور اشاعت کے لیے اپنی کوششیں تیز کی ہوئی تھی۔ جس وقت یہ فتنہ خوب عروج پر تھا، تو مولانا سمیع الحقؒ نے میدان میں اُتر کر اس فتنہ کے سدِ باب کے لئے "ماہنامہ الحق" میں مضامین لکھے، جس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کی کوششیں ماند پڑ گئیں۔[13] آپؒ اس زمانہ میں دیگر اہلِ قلم کو بھی اس فتنہ پر لکھنے کی دعوت دیا کرتے تھے، جس کے نتیجہ میں مولانا یوسف لدھیانویؒ نے "الحق" میں لکھنا شروع کیا۔[14]

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب ۱۹۷۷ء میں تحریک نظامِ مصطفیٰ پورے عروج پر تھی، تو آپؒ اس کے ہراول دستہ میں شامل تھے۔[15]

۱۹۸۹ء کو لاہور میں ملک بھر کے سرکردہ علماء کرام کو بلا کر "متحدہ علماء کونسل" کی بنیاد رکھی، جس کے جنرل سیکرٹری آپؒ منتخب ہوئے۔ اس کونسل کے اغراض ومقاصد یہ تھے، کہ عورت کی حکمرانی سے نجات حاصل کی جاسکے، سیکولر طاقتوں کا مقابلہ کیا جاسکے، اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف پیش قدمی جاری رہے، اور ملک کی خاطر تمام علماء کرام اپنے فروعی اختلافات کو بھلا

کر اسلامی تشخص اور معاشرے میں دینی اقدار کے تحفظ کے لیے جد وجہد جاری رکھیں۔[16]

جس وقت ہندوستان میں بابری مسجد کو شہید کیا گیا، تو ۱۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو اسلام آباد میں "متحدہ دینی محاذ" کے نام سے ایک تحریک شروع کی، جس میں مذہبی جماعتوں کی سرکردہ شخصیات کو جمع کیا، تاکہ مذہبی اقدار اور آثار کی حفاظت کے لیے اجتماعی طور پر کوشش کی جا سکے۔

۱۹۹۴ء میں اس وقت کی حکومت نے دینی مدارس کو تنگ کرنا شروع کیا، تو آپؒ نے یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام کو لاہور میں جمع کرکے "تحریک تحفظ مدارس دینیہ" کے نام سے ایک تحریک چلائی، جس کے نتیجہ میں حکومت کے ارادے تبدیل ہو گئے۔

جب ۱۹۹۶ء میں بیرونی طاقتوں کی مدد سے فرقہ واریت پھیلانے کی کوششیں زوروں پر تھیں، تو آپؒ نے "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو ایک جگہ جمع کیا، تاکہ خود متحد ہو کر اختلافات کے فتنہ کو ختم کیا جا سکے۔ اس کونسل نے تمام مکاتبِ فکر کو سترہ نکات پر مشتمل ایک ضابطۂ اخلاق مہیا کیا، جس کی پابندی تمام فرقوں کے لیے ضروری قرار دی گئی، تاکہ باہمی اختلافات سے بچا جا سکے۔[17]

(۷) تصنیفی خدمات:

ویسے تو آپؒ ہر میدان میں باکمال شخصیت واقع ہوئے تھے، لیکن آپؒ کی قلمی اور تصنیفی خدمات کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، کہ آپؒ نے تصنیف اور تالیف کے علاوہ بھی کسی میدان میں اپنی عمر کا کچھ حصہ خرچ کیا ہوگا۔ دارالعلوم حقانیہ سے شائع ہونے والے "ماہنامہ الحق" کا اداریہ ہو، اس میں لکھے گئے سیاسی، علمی اور تحقیقی مضامین ہوں، یا اسلام، عصرِ حاضر، فقہ حنفی، جہاد اور سیاست پر لکھی گئی مستقل کتابیں ہوں۔ ہر مرتبہ قلم اٹھانے کے بعد قلم کا حق ادا کر دیا۔ یہاں آپؒ کی کتابوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

فتاویٰ حقانیہ (اردو، مطبوع):

یہ فتاوی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ سے جاری کردہ فتاویٰ جات کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ اس میں مولانا عبدالحقؒ اور دیگر اٹھارہ اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ جات مذکور ہیں، لیکن ان میں مرکزی حیثیت مولانا عبدالحقؒ کی ہے، اس لیے کہ باقی مفتیان کرام کے فتاویٰ جات بھی ان ہی کے فیض کا نتیجہ ہیں۔ چھ جلدوں اور تقریباً ساڑھے تین ہزار صفحات پر مشتمل یہ فتاویٰ فقہ حنفی کا بے مثال شاہکار ہے۔ یہ فتاویٰ مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی زیر نگرانی اور مفتی مختار اللہ حقانی صاحب کی ترتیب کے ساتھ مؤتمر المصنّفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا ہے۔[18] اور اب مفتی اسامہ رکن دارالافتاء حقانیہ کی مزید تحقیق سے مزین ہو کر دوبارہ شائع ہو گیا ہے۔ اس فتاویٰ کو مولانا عبدالحقؒ کی مناسبت سے "فتاویٰ حقانیہ" کا نام دیا گیا ہے۔[19]

اس فتاویٰ کی پہلی جلد کے شروع میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ایک علمی اور تفصیلی مقدمہ لکھا ہے۔ یہ مقدمہ فقہی ذوق رکھنے والوں کے لیے علمی دنیا میں ایک مفید اضافہ ہے، جس میں فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، علمِ فقہ کا حکم، فقہ کے تدوینی مراحل کا تفصیلی تذکرہ، فقہ کے مآخذ، حجیتِ قرآن، حجیتِ حدیث، حجیت اجماع اور حجیتِ قیاس پر تفصیلی کلام، ان چاروں مآخذ کے علاوہ استحسان، عرف وعادت، استصحاب، مصالحِ مرسلہ، ذخیرۂ فقہ کی تقسیم یعنی متون، شروح اور فتاویٰ، فتوی کا لغوی اور

اصطلاحی معنی، دورِ نبوی، دورِ صحابہ اور دورِ تابعین میں فتویٰ، مفتیانِ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی اقسام اور طبقات، مفتی کے شرائط اور آداب اور مستفتی کے آداب جیسے اہم مضامین کا تذکرہ انتہائی مدلل انداز سے کیا گیا ہے۔ علمِ فقہ پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لیے یہ مقدمہ بہت اہم اور مفید ہے۔[20]

اسلام کا نظام اکل وشرب اور شریعت کا فلسفہ حلال وحرام (اردو، مطبوع):

یہ کتاب مولانا سمیع الحقؒ کے ان درسی افادات پر مشتمل ہے، جو سنن الترمذی کی "کتاب الاطعمۃ والاشربۃ" کا درس دیتے وقت طلباء نے محفوظ کیے تھے۔ اس کتاب کے بعض مباحث ماہنامہ الحق میں بھی چھپے ہیں۔ مفتی مختار اللہ صاحب استاد شعبۂ تخصص فی الفقہ دارالافتاء حقانیہ نے ان افادات کی ضبط وترتیب کا کام احسن طریقہ سے سرانجام دیا ہے، اور مؤتمر المصنّفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ سے چھپی ہے۔ ۴۳۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب اسلامی شریعت کے فلسفۂ حلال وحرام کو سمجھنے کے لیے انتہائی مفید ہے۔[21]

زین المحافل شرح الشمائل الترمذی (اردو، مطبوع):

مولانا سمیع الحق شہیدؒ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تقریباً ۳۰ سال تک شمائل ترمذی پڑھاتے رہے۔ اس دوران آپؒ کے دروس کو مولانا صلاح الدین حقانی صاحب[22] محفوظ کرتے رہے۔ جن کو بعد میں مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی اجازت اور مفتی مختار اللہ حقانی صاحبؒ استاد دارالعلوم حقانیہ کے مفید حواشی اور تعلیقات کے ساتھ "زین المحافل" کے نام سے شائع کیا گیا۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مؤتمر المصنّفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے شائع کی ہے۔ دونوں جلدیں ۱۰۵۸ صفحات پر مشتمل ہیں۔[23]

اسلامی معاشرے کے لازمی خدوخال (اردو، مطبوع):

۴۰۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دراصل مولانا سمیع الحقؒ کے ان دروس کا مجموعہ ہے، جو طلباء کرام نے ان سے سنن الترمذی کے "ابواب البر والصلۃ" پڑھتے وقت لکھے تھے جنہیں بعد میں مفتی عبدالمنعم حقانی نے جمع کرکے القاسم اکیڈیمی، جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ سے شائع کیا۔ اس کتاب میں والدین، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں، بڑوں، چھوٹوں، بیواؤں، یتیموں، خادموں اور ضعیفوں کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ بچوں کی پرورش، لڑکیوں کی تعلیم، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد، ایفاءِ عہد، عفو ودرگزر، سخاوت، اعتدال، صدق اور آپس میں محبت کے متعلق تفصیل سے کلام کیا گیا ہے۔[24]

اسلام اور عصرِ حاضر (اردو، مطبوع):

گزشتہ صدی میں مغربی تہذیب نے مشرق اور عالمِ اسلام پر اثر انداز ہو کر یہاں کی تہذیب اور ثقافت کو کافی حد تک متاثر کیا۔ مولانا سمیع الحقؒ نے مغربی تہذیب اور ثقافت کے کمزور اور قابلِ گرفت پہلوؤں کو اپنے مضامین کا موضوع بنایا، تاکہ اسلام کا اس حوالہ سے موقف سامنے آجائے۔ یہ مضامین وقتاً فوقتاً ماہنامہ "الحق" میں شائع ہوتے رہے۔ اس کتاب میں ان مضامین کو جمع کیا گیا ہے، جو مؤتمر المصنّفین اکوڑہ خٹک سے شائع ہوئی ہے۔[25]

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام (اردو، مطبوع):

اس کتاب میں ان انٹرویوز کو جمع کیا گیا ہے، جو مولانا سمیع الحقؒ نے عالمی میڈیا کو عموماً اور مغربی میڈیا کو خصوصاً دیئے تھے۔ یہ انٹرویو افغان جہاد، طالبان، ملا عمر، اسامہ بن لادن، اسلام اور دینی مدارس کے متعلق مغرب کی رائے اور ان کی غلط فہمیاں،

دارالعلوم حقانیہ، مسئلہ کشمیر، مسئلہ فلسطین اور پاکستان کی ایٹمی طاقت کے متعلق ہیں۔ یہ مجموعہ اپنے موضوع کے متعلق انتہائی اہم کتاب ہے۔ اس کتاب کی تقریب رونمائی ۲۶ مئی ۲۰۰۴ء کو لیک ویو ہوٹل اسلام آباد میں ہوئی۔ یہ کتاب مؤتمر المصنّفین اکوڑہ خٹک سے اردو زبان میں شائع ہوئی ہے۔

Taliban as I see them:

یہ کتاب دراصل مولانا سمیع الحقؒ کی کتاب "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام" کا انگریزی زبان میں تلخیصی ترجمہ ہے۔ اسلام، طالبان، افغانستان، ملا عمر اور اسامہ بن لادن کے بارے میں مغرب نے سرسری نگاہ سے جو تصور قائم کیا ہے، یہ کتاب اس کی تردید کے لیے کافی ہے۔ کتاب کی اہمیت اور دلچسپی اپنی انتہاء کو اس لیے بھی پہنچی ہے کہ اس کے لکھنے والے خود ان تمام چیزوں کو بہت قریب سے دیکھنے والوں میں سے ہیں۔

قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موٴقف:

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، جس کا پہلا حصہ مفتی تقی عثمانی اور دوسرا حصہ مولانا سمیع الحقؒ نے لکھا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے، جو مفتی محمودؒ نے ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران قومی اسمبلی میں پیش کیا تھا۔

دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت:

۶۱۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں ہے۔ اس کتاب کے سات ابواب میں تحریکِ ختم نبوت کی ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۴ء تک کی مکمل روداد، مولانا سمیع الحقؒ کا ختمِ نبوت کے بارے میں سوالنامہ اور عالمِ اسلام کے مشاہیر کے جوابات، وفاقی مجلسِ شوریٰ اور سینٹ میں مسئلہ ختمِ نبوت کے لیے جدوجہد، دارالعلوم حقانیہ کے ممبر سے تحفظِ ختم نبوت کے لیے بلند ہوتی آوازیں اور ردِ قادیانیت کے بارے میں ماہنامہ الحق کا کردار زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ یہ کتاب مؤتمر المصنّفین اکوڑہ خٹک سے چھپی ہے، جس کو مولانا سمیع الحقؒ کی نگرانی میں مولانا انعام الرحمن اور مولانا اسرار مدنی نے مرتب کیا ہے۔[26]

شریعت بل کا معرکہ:

۱۳ جولائی ۱۹۸۵ء کو مولانا سمیع الحقؒ نے سینٹ آف پاکستان میں "شریعت بل" کے نام سے ایک بل پیش کیا تھا، جو پانچ سال تک ایوانِ بالا میں زیرِ بحث رہا۔ اور آخر کار ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء کو یہ بل "نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء" کے نام سے سینٹ سے منظور ہوگیا۔ اس کتاب میں اس بل کی ساری روداد مذکور ہے۔

قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ:

چار سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۹۷۳ء کے آئین سے متعلق ایک تاریخی دستاویز ہے، جس میں تفصیل کے ساتھ آئین سازی کے سارے مراحل درج ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ اس مضمون کی پچھلے سطور میں کیا گیا ہے۔

کاروانِ آخرت (اردو، مطبوع):

مولانا سمیع الحقؒ نے ماہنامہ "الحق" میں جن شخصیات کی وفات پر تعزیتی مضامین لکھے تھے، اس کتاب میں ان تمام تعزیتی تحاریر کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی مؤتمر المصنّفین سے شائع ہوگئی ہے۔

مکتوبات مشاہیر (اردو، مطبوع):

مکاتیب اور خطوط کو جمع کرکے شائع کرنا تالیف کی ایک مستقل قسم ہے۔ مولانا سمیع الحقؒ نے اس ضخیم کتاب میں ان تمام

خطوط کو جمع کیا ہے، جو کم از کم پچاس سال کے دوران مختلف اہلِ علم، صحافیوں، سیاست دانوں اور دیگر اہلِ قلم نے دارالعلوم حقانیہ کو لکھے تھے۔ اس کتاب میں ۱۹۴۶ء کے خطوط بھی ہیں اور ۲۰۰۹ء کے خطوط بھی ہیں۔ یہ کتاب ماضی اور مستقبل کے واقعات، سیاسی اُتار چڑھاؤ، مختلف تحریکوں کی روداد، ادبی شہ پارے، علمی اور فقہی موضوعات اور عالمی صورتِ حال پر مشتمل ایک نادر مجموعہ ہے۔ ادب، تاریخ، سیاست، ادب الاختلاف اور اس خطہ کی ثقافت کے بارے میں جاننے والے طالبِ علم کے لیے یہ کتاب ایک نعمت ہے۔ ۱۵ نومبر ۲۰۱۱ء کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں اس کتاب کی تقریبِ رونمائی تھی۔ یہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے۔

خطباتِ مشاہیر (اردو، مطبوع):

دارالعلوم حقانیہ کے منبر سے پچھلے ساٹھ سالوں کے دوران جن حضرات نے تقریریں کی ہیں، ان تمام خطبات کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔ دس جلدوں پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ ایوانِ شریعت، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے چھپی ہے۔ دس جلدوں کے کل صفحات ۵۱۳۶ ہیں۔[27]

نفاذ اسلام کی جدوجہد (اردو، مطبوع):

ملک خداداد پاکستان چوں کہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا، اس لیے یہاں کے قوانین کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے ہمیشہ سے اہلِ مذہب اور علماء کرام نے کوششیں کی ہیں۔ ان کوششوں میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی کوششوں کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ مجلسِ شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے آپؒ نے خصوصاً آئین کو اسلامائزیشن کا لبادہ پہنانے کے لیے کافی محنت کی تھی، آپؒ کی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے اس سارے ریکارڈ کو جمع کرنے کی ذمہ داری مولانا محمد اسرار مدنی کو سونپی گئی۔ موصوف نے مولانا سمیع الحق صاحبؒ کی زندگی میں بڑی محنت سے اس مواد کو جمع کرکے آپؒ کو نظرِ ثانی کے لیے پیش کیا، لیکن شہیدؒ کی زندگی میں اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ ہو سکی۔ اس کتاب کو آپؒ کی شہادت کے بعد ۲۰۱۹ء میں "نفاذ اسلام کی جدوجہد، دستوری ترامیم، تاریخی دستاویز" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔[28]

خطباتِ حق (اردو، مطبوع):

مولانا سمیع الحقؒ دیگر خوبیوں کے ساتھ ایک فصیح خطیب بھی تھے۔ انہوں نے جن موضوعات پر دارالعلوم حقانیہ کے منبر سے لبِ کشائی کی تھی، ان تقاریر کو مفتی مختار اللہ نے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ یہ کتاب مؤتمر المصنّفین اکوڑہ خٹک سے چھپی ہے۔

ساعتے بااہلِ حق (اردو، مطبوع):

مولانا سمیع الحقؒ نے مولانا عبدالقیوم حقانی کے ساتھ نجی محافل میں جو گفتگو کی تھی، اس کتاب میں ان مکالمات کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ مکالمات علمی، ادبی، اصلاحی، سیاسی اور جہادی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی نے ان کو جمع کرکے القاسم اکیڈیمی، جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ سے چھپوایا ہے۔[29]

ماہنامہ الحق:

صحافت کے میدان میں ماہنامہ "الحق" کا اضافہ مولانا سمیع الحقؒ کا عظیم کارنامہ ہے، جس کا صوبہ خیبر پختونخواکے ایک پسماندہ گاؤں سے اجراء کیا گیا، اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے علمی اور قلمی دنیا کو مسحور کرکے رکھ دیا۔ اس رسالہ کا پہلا شمارہ ستمبر ۱۹۶۵ء

کو نکلا تھا، اور تاحال ہر مہینہ پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔[30]

اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خالص علمی مضامین، تحقیقی مقالے، دینی موضوعات، سماجی اور اخلاقی مسائل، عالمی مسائل، حالاتِ حاضرہ اور سیاسی حالات کے علاوہ پچھلے ۵۴ سال میں پاکستان کے دستور ساز اسمبلی میں ہونے والے واقعات کی مکمل روداد جمع ہے۔ تاریخ اور سیاست کے طالب علم اور آئندہ نسلوں کی رہنمائی کے لیے "الحق" کے شمارے ایک مفید مجموعہ ہیں۔ اس کے علاوہ "الحق" اعلیٰ اردو نثر پڑھنے کے لیے ایک بہترین پرچہ بھی ہے۔[31]

(۸) موتمر المصنفین کا قیام:

آپؒ دیگر مصروفیات کے ساتھ چوں کہ تصنیف و تالیف کے میدان کا بھی کامل ذوق رکھتے تھے، اس لیے آپؒ نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تصنیف و تالیف اور تحقیق کے لیے "موتمر المصنفین" کے نام سے ایک مستقل شعبہ قائم کیا ہوا تھا۔[32] اس شعبہ میں اب تک حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، سیاست، تصوف، اخلاقیات اور شخصیات کے حالات پر مشتمل اہم موضوعات پر علمی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔[33]

(۹) جہادِ افغانستان میں کردار:

روسی جارحیت کے دوران افغانستان کے جہاد میں دارالعلوم حقانیہ، مولانا عبدالحقؒ اور ان کے بیٹے مولانا سمیع الحقؒ کا کردار کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ روس کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کی اکثر جماعتوں کے رہنماء کسی نہ کسی طریقہ سے دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مہتمم کے ساتھ وابستہ رہے۔ حزب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد یونس خالص مولانا عبدالحقؒ کے اس زمانے کے شاگرد تھے، جب وہ اکوڑہ خٹک کی ایک مسجد میں پڑھاتے تھے۔[34]

حزبِ اسلامی کے اہم کمانڈر، بعد میں مغربی زبان میں مشہور "حقانی نیٹ ورک" کے سربراہ اور پکتیا اور خوست کے محاذوں کے جرنیل مولانا جلال الدین حقانیؒ بھی مولانا عبدالحقؒ کے خصوصی شاگرد، مولانا سمیع الحقؒ کے قریبی ساتھی اور دارالعلوم حقانیہ کے سابق مدرس تھے۔[35]

حرکتِ انقلابِ اسلامی کے امیر مولانا محمد نبی محمدی، ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۶ء تک افغانستان کے صدر پروفیسر برہان الدین ربانی، حزبِ اسلامی کے بانی انجینئر گلبدین حکمت یار، دعوتِ اسلامی کے سربراہ پروفیسر عبد الرب رسول سیاف، شمالی اتحاد کے لیڈر احمد شاہ مسعود اور جبہہ نجاتِ ملی کے سربراہ صبغت اللہ مجددی مولانا سمیع الحقؒ کے قریبی ساتھی تھے۔[36]

۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو "جنیوا معاہدہ" ہونے کے بعد مولانا سمیع الحقؒ نے ۱۸ اپریل ۱۹۸۸ء کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا، جس میں اس بات کی وضاحت کی کہ یہ معاہدہ اصل دو فریقوں (روس اور مجاہدین) کے درمیان ہونا چاہیے تھا۔ جبکہ اس کے برعکس اس معاہدہ میں کابل حکومت اور اسلام آباد کو فریق بنا کر پاکستان سے یہ اعتراف کروایا گیا کہ وہ افغانستان میں مداخلت کر رہا تھا۔ دوسری غلطی اس معاہدے کی یہ ہے کہ اس میں اصل فریق مجاہدین کو بالکل نظر انداز کیا گیا۔[37]

مولانا سمیع الحقؒ افغان جہاد کے دوران "ماہنامہ الحق" میں اپنے مضامین کے ذریعہ وہاں کے مجاہدین کے فکری تعاون کے ساتھ مخالف میڈیا کے پروپیگنڈے کا جواب بھی مسلسل دے رہے تھے۔

جب ۱۹۹۲ء میں محمد نجیب اللہ[38] کی حکومت ختم ہو گئی، تو افغان مجاہدین کے باہمی اتفاق، انتقالِ اقتدار اور امن وامان کے قیام کے لیے "افغان عبوری کونسل" قائم کی گئی، جس میں تقریباً تمام مجاہدین کی جماعتوں نے شرکت کی۔ اس کونسل کی کامیابی

کے لیے مولانا سمیع الحقؒ نے اپنا کردار بھرپور انداز سے ادا کیا۔ جس میں افغان مجاہدین کے ساتھ ملاقاتیں، ۲۶ اپریل ۱۹۹۲ء کو دارالعلوم حقانیہ میں افغان علماء کرام کی مشترکہ کانفرنس اور اس کونسل کے مخالف فریق کو آمادہ کرنے کی کوششیں شامل ہیں۔[39]

جب خادم الحرمین الشرفین شاہ فہد نے مجاہدین کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کے لیے ان کو میاں نواز شریف کے ذریعہ مکہ معظّمہ آنے کی دعوت دی، تو اس وفد میں مولانا سمیع الحقؒ بھی شامل تھے۔ ان تمام کوششوں کا مقصد اسلامی نظام کے نفاذ کے ساتھ افغانستان اور پاکستان میں امن وامان بحال کرنا اور مہاجرین کی واپسی کو یقینی بنانا تھا۔[40]

۷ا اگست ۱۹۹۹ء کو لیک ویو ہوٹل اسلام آباد میں مولانا سمیع الحقؒ کی صدارت میں "تحفظِ جہاد اور مجاہدین کانفرنس" کے نام سے ایک مجلس منعقد کی گئی۔ جس میں سیاسی، عسکری نمائندوں کے علاوہ صحافت سے وابستہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔[41]

جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا، تو جنوری ۲۰۰۱ء میں آپؒ نے ایک بار پھر مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین کو جمع کرکے "دفاع افغانستان اور پاکستان کونسل" کی بنیاد رکھی، جس کے آپؒ متفقہ چیئرمین منتخب ہوئے۔ اس کونسل نے پورے ملک میں تحریک چلا کر افغان مسئلہ پر قومی یکجہتی پیدا کی، تاکہ اس مسئلہ کا ایسا حل تلاش کیا جاسکے، جو افغانستان اور پاکستان دونوں کے لیے مفید ہو۔

۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو مولانا سمیع الحقؒ نے "متحدہ اسلامی کانفرنس" کے نام سے دارالعلوم حقانیہ میں ایک اجتماع منعقد کیا، جس میں اکثر دینی اور سیاسی جماعتوں کے علاوہ پاکستان اور افغانستان کے سرکردہ علماء کرام نے شرکت کی۔ اس اجتماع کا مقصد افغانستان پر اقتصادی پابندیوں کے خلاف قوم کو متحد کرنا تھا۔[42]

جب ملک میں ہندوستان کو پسندیدہ ملک قرار دینے اور نیٹو سپلائی بحال کرنے کی جدوجہد زوروں پر تھی، تو مولانا سمیع الحقؒ نے ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو تقریباً ۴۰ دینی اور سیاسی جماعتوں پر مشتمل "دفاعِ پاکستان کونسل" کی بنیاد رکھی۔ آپؒ اس کونسل کے بھی متفقہ چیئرمین منتخب ہوئے۔[43]

نتائج:

1. ۱۹۷۳ء کے آئین میں مولانا عبدالحقؒ کی طرف جو ترامیم و تجاویز پیش کی گئی تھیں، وہ دراصل مولانا سمیع الحقؒ نے لکھی تھیں۔
2. ۱۹۷۴ء میں مفتی محمودؒ اور مولانا عبدالحقؒ کی طرف قادیانیوں کے خلاف "قادیانیت کے بارے میں ملت اسلامیہ کا مؤقف" کے نام سے جو بل قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا، اس کا اکثر حصہ آپؒ نے لکھا تھا۔ اس کے علاوہ اسلامی نظام کے نفاذ اور آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے کے لیے بھی آپؒ نے سینٹ آف پاکستان اور وفاقی مجلسِ شرعی میں قرارداد پیش کیے۔
3. تین مرتبہ سینٹ آف پاکستان کے ممبر رہنے کے ساتھ آپؒ ۱۹۸۸ء میں "اسلامی جمہوری اتحاد" کے نام سے بننے والے اتحاد اور ۲۰۰۲ء میں دینی جماعتوں کے "متحدہ مجلس عمل" کے نام سے بننے والے سیاسی اتحاد کے نائب صدر تھے۔
4. مولانا سمیع الحقؒ کے افغان مجاہدین اور طالبان کے ساتھ قریبی روابط تھے، جس کی وجہ سے آپؒ کا ان پر کافی اثر

رسوخ تھا۔ حزبِ اسلامی، حقانی نیٹ ورک، حرکتِ انقلابِ اسلامی، دعوتِ اسلامی، شمالی اتحاد اور جبہہ نجاتِ ملی کے سربراہان آپؒ کے قریبی ساتھی تھے۔

5. آپؒ نے "افغان عبوری کونسل"، دفاعِ پاکستان و افغانستان کونسل"، تحفظِ جہاد و مجاہدین کانفرنس"، "متحدہ اسلامی کانفرنس" اور "متحدہ دینی محاذ" کے پلیٹ فارم سے اسلامی اقدار، پاکستان، افغانستان اور عالمی امن کو درپیش خطرات کی روک تھام کے لیے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لایا۔
6. مولانا سمیع الحقؒ اور دارالعلوم حقانیہ نے ہمیشہ مجاہدین کو امن کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دی۔
7. تمام مکاتبِ فکر میں فکری وحدت پیدا کرنے اور ایک متفقہ ضابطۂ اخلاق تشکیل دینے کے لیے "ملی یکجہتی کونسل" کی بنیاد رکھی۔
8. آپؒ نے حدیث، فقہ، عالمی حالات، سیاست، اسلامی قوانین، معاشرتی اور سماجی مسائل پر کئی اہم کتابیں لکھی۔ اس کے علاوہ پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ کے اکثر دستوری مراحل پر بھی آپؒ نے "ماہنامہ الحق" کے مضامین اور مستقل کتابوں کی صورت میں قلم اٹھایا۔
9. افغان امور اور پاکستانی سیاست کو سمجھنے کے لیے مولانا سمیع الحقؒ کی کتابوں سے استفادہ انتہائی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] یہ افغانستان کے مشرق میں واقع ایک صوبہ ہے۔ اس صوبہ کے صدر مقام کو بھی غزنی کہا جاتا ہے، جو ۹۶۲ء سے ۱۱۸۷ء تک "غزنوی سلطنت" کا دارالخلافہ تھا۔ سلطان محمود غزنوی اس شہر کی طرف منسوب ہے۔

[2] مفتی مختار اللہ، اسلام کا نظام اکل و شرب، مؤتمر المصنّفین، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، ۲۰۱۱ء، ص: ۸۲۔
Muftī Mukhtār Ullah, *Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb*, (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn, 2011), p: 82

[3] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-46073371

[4] اسلام کا نظام اکل و شرب، ص: ۸۲۔

Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb, p: 82

[5] اسلام کا نظام اکل و شرب، ص: ۸۲۔

Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb, p: 82

[6] اسلام کا نظام اکل و شرب، ص: ۸۷۔

Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb, p: 87

[7] راشدی، مولانا زاہد، حضرت مولانا عبدالحقؒ، ہفت روزہ ترجمان اسلام، لاہور، ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء۔
Rāshidī, Zāhid, Mowlāna, *Ḥaḍrat Mowlānā 'Abdul Ḥaq*, (Lahore: Tarjumān-e-Islām, 23 September, 1988)

[8] راشدی، مولانا زاہد، اسلامی جمہوری اتحاد، ہفت روزہ ترجمان اسلام، لاہور، ۴ نومبر ۱۹۸۸ء۔

Rāshidī, Zāhid, Mowlāna, *Islāmī Jamhūrī Ittiḥād,* (Lahore: Tarjumān-e-Islām, 4 November, 1988)

[9] تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا سمیع الحق، قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، موتمر المصنّفین دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک نوشہرہ۔

Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Qowmī Isamblī me Islām ka Ma'rakah,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn)

[10] اسلام کا نظام اکل وشرب، ص: ۸۶۔

Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb, p: 86

[11] عبد القیوم حقانی، نفاذ اسلام کی جد و جہد، موتمر المصنّفین، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، ۲۰۱۹ء، ص: ۲۱۔

Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Niphādh-e-Islām ki Jiddojuhad,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn, 2019), p: 21

[12] تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا سمیع الحق، اقتدار کے ایوانوں میں شریعت بل کا معرکہ، موتمر المصنّفین دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک نوشہرہ۔

Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Iqtidār k Aywānoon me Shari'at Bill ka Ma'rikah,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn)

[13] اسلام کا نظام اکل وشرب، ص: ۸۶۔

Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb, p: 86

[14] سمیع الحق، مولانا، مکتوبات مشاہیر بنام شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، موتمر المصنّفین، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، ج: ۵، ص: ۴۷۳۔

Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Maktūbāt-e-Mashāhīr bnām Sheikh-ul-Ḥadīth Mowlānā Sami'ul Ḥaq,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn), 5: 473

[15] مولانا عرفان الحق حقانی، حیات جاودانی کے حامل، موتمر المصنّفین، اکوڑہ خٹک، ۲۰۱۸ء، ص: ۴۵۔

Ḥaqqānī, 'Irfān-ul-Ḥaq, Mowlānā, *Ḥayāt-e-Jāwadānī k Ḥamil,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn, 2018), p: 45

[16] حقانی، مولانا عبد القیوم، مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، القاسم اکیڈمی، نوشہرہ، ۲۰۱۹ء، ج: ۱، ص: ۴۵۸۔

Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* (Nowshehra: Al Qāsim Academy, 2019), 1: 485

[17] مکتوباتِ مشاہیر، ج: ۷، ص: ۲۹۵۔

Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Maktūbāt-e-Mashāhīr,* 7: 295

[18] انٹرویو: مفتی مختار اللہ صاحب، بروز پیر ۹ ستمبر ۲۰۱۹ء، مقام: دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ۔

Muftī Mukhtār Ullah, interview by Muḥammad Kamran, Dārul Iftā' Dārul 'Ulūm Ḥaqqāniyyah Akora Khatak Nowshehra, September 9, 2019.

[19] انٹرویو: مفتی اسامہ صاحب، بروز پیر ۹ ستمبر ۲۰۱۹ء، مقام: دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ۔

Muftī Usāma, interview by Muḥammad Kamran, Dārul Iftā' Dārul 'Ulūm Ḥaqqāniyyah Akora Khatak Nowshehra, September 9, 2019.

[20] تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا سمیع الحق، مقدمہ فتاوی حقانیہ، موتمر المصنّفین، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، ج: ۱، ص: ۱۸-۷۴۔

Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Fatāwa Ḥaqqāniah,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn), 1: 18-74

[21] مولانا سمیع الحق، اسلام کا نظام اکل و شرب، موتمر المصنفین، اکوڑہ خٹک نوشہرہ۔
Islām ka Niẓām-e-Akal wa Shurb.

[22] مولانا صلاح الدین حقانی صاحب نے ۹۰ کی دہائی میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے شمائل ترمذی پڑھی تھی، اور آج کل جامعہ اسلامیہ لکی مروت میں استادِ حدیث کی حیثیت سے سنن الترمذی اور صحیح مسلم پڑھاتے ہیں۔

[23] تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا سمیع الحق، زین المحافل، موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، ۲۰۱۱ء۔
Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Zayn-ul-Maḥāfil,* (Nowshehra: Mo'tamar al Muṣannafīn, 2011)

[24] تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا سمیع الحق، اسلامی معاشرے کے لازمی خدوخال، القاسم اکیڈیمی، نوشہرہ۔
Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Islāmī Mo'āshry k Lāzmī Khad-o-Khāl,* (Nowshehra: Al Qāsim Academy)

[25] حقانی، مولانا عبدالقیوم، مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۱، ص: ۱۸۶۔
Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* 1: 186

[26] ماہنامہ بینات، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی، اکتوبر ۲۰۱۷ء۔
Monthly Bayyīnāt, (Karachi: Jami'ah al 'Ulūm al Islāmiah, Binori Town, October 2017)

[27] ماہنامہ بینات، مارچ ۲۰۱۶ء۔
Monthly Bayyīnāt, (March 2019)

[28] تفصیل کے لیے دیکھئے: مولانا سمیع الحق، نفاذ اسلام کی جدوجہد، موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، ۲۰۱۹ء۔
Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Niphādh-e-Islām ki Jiddojuhad,*

[29] ماہنامہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ، کراچی۔
Monthly Al Fārūq, (Karachi: Jami'ah Fārūqiah)

[30] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۱، ص: ۱۳۶۔
Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* 1: 136

[31] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۱، ص: ۱۳۸۔
Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* 1: 138

[32] حیات جاودانی کے حامل، ص: ۴۴۔
Ḥayāt-e-Jāwadānī k Ḥamil, p: 44

[33] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۱، ص: ۱۶۹۔
Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* 1: 169

[34] مولانا سمیع الحق، مکتوباتِ مشاہیر، ج: ۷، ص: ۵۲۔
Mowlānā Sami'ul Ḥaq, *Maktūbāt-e-Mashāhīr,* 7: 52

[35] ماہنامہ الحق، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک نوشہرہ، مئی ۱۹۸۳ء، ص: ۶۲۔
Monthly Al Ḥaq, (Nowshehra: Dārul 'Ulūm Ḥaqqaniah, May 1983), p: 62

[36] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۲، ص: ۹۳۔
Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* 2: 93

[37] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۲، ص: ۳۱۔
Ḥaqqānī, 'Abdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt,* 2: 31

[38] آپ کمیونسٹ اور روس کے حامی تھے، ۱۹۸۷ء سے لے کر ۱۹۹۲ء تک افغانستان کے صدر رہے۔ ۱۹۹۲ء میں حکومت ختم ہونے کے بعد آپ کو پھانسی دی گئی۔

[39] روزنامہ مشرق، پشاور، یکم مئی ۱۹۹۲ء۔

Daily Mashriq, (Peshawar: May 01, 1992)

[40] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۲، ص: ۳۶۔

Ḥaqqānī, ʻAbdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt*, 2: 36

[41] ماہنامہ الحق، ستمبر ۱۹۹۹ء، ص: ۵۳۔

Monthly Al Ḥaq, (Nowshehra: Dārul ʻUlūm Ḥaqqaniah, September 1999), p: 53

[42] مولانا سمیع الحق حیات وخدمات، ج: ۲، ص: ۱۶۱۔

Ḥaqqānī, ʻAbdul Qayyūm, *Mowlānā Sami'ul Ḥaq: Ḥayāt o Khidmāt*, 2: 161

[43] ماہنامہ الحق، ستمبر ۲۰۱۱ء، ص: ۸۔

Monthly Al Ḥaq, (Nowshehra: Dārul ʻUlūm Ḥaqqaniah, September 2011), p: 8